

1875

(حسب فرمایش بابو سیتارام بک سید علی گڑھ سی)

اصلی مثنوی

# شمار محبت عین فریب عشق مصنفہ

جناب نواب مرزا صاحب شوق لکھنوی محرم و معفو  
دقت فدا باہتمام منشی قمر الدین خاں پرنٹر چھپو

عمر تقضائی پریس اگرہ میں چھپایا گیا

CHECKED

M.A. LIBRARY, A.M.U.



U64473

S. Amir Ali (Fazal)

بسم اللہ الرحمن الرحیم



# فرب عشق

عرف 5 SEP 1974

## زہر عشق حصہ سوم

محمد

بعدہ لا الہ الا اللہ  
کہ وہ دنیا میں ہے خدا کا وزیر

اے سلم کہ تو پہلے بسم اللہ  
بعد احمد کی مدح کرتے ہو

نعت

تاج فرق پیران سلف  
خلق میں نائب خدا ہے وہ

پایا آدم نے ہے اسی کو شرف  
پہنچ کہ محبوب کبریا ہے وہ

## منقبت

نہر کی تیغ جس کی روز مصاف  
تیغ حق نے بنی نے دختر دی  
ضرب حیدر سو کا نپتے ہیں ملک  
تھی یہی ذوالفقار زریب کمر  
آئی جس روز سے کہ ناز علیؑ  
دوش احمد پہ تھے علیؑ کے قدم  
اب سو خوش جاگنداز کا حال  
عشق انسان کے آب و گل میں ہو  
خالی اس کو نہیں ہو کوئی بشر

بعد احمد علی کے کلمہ اوصاف  
آبر و دولوں نے برابر دی  
وہوم اس تیغ کی ہو عرش ملک  
جب کیا فتح قلعہ خضیب  
بھجھولی احمد کو پھرنے یا د علیؑ  
ماسوا اس کے کیا یہ اوج ہے کم  
بیج حیدر نہیں بشر کی مجال  
دماغ آفت ہر اک کے ولیں ہو  
اس میں ڈوبا ہوا ہے سرتاسر

## آغاز داستان

پالے طفلی میں کیلئے کہ سہرن  
پیار می آنکھوں نہ جان جانی تھی  
کوئی اجھولی ہوتے تھے جو حسین  
اچھی صورت پہ دم بکلت تھا  
اور ہی اور ولیں دہیان ہوا

میں بھی تھا کسی میں عاشق تن  
دلے چالاک کی آنکھی بھاتی تھی  
کیلئے تھا اسی کو میں عمکین  
ویکھ کر پھرنے والے سے ملتا تھا  
رفقہ رفقہ جو میں جوان ہوا

زرد خدانے دیا تھا کثرت سے  
 خوش گذرتے تھے اس طرح ایام  
 جمع رہتے تھے بزم میں وہ حسین  
 خوب رو کوئی ناز نہیں کوئی  
 شوخ چالاک خوش مزاج ذہین  
 خوشنا خوش مزاج خوش اسلوب  
 عاشقی کے فنون سے ماہر  
 آشنا دست سب کے سب ہرگز  
 شہرہ پایا تھا خوش جالی سے  
 شوخ ہر ایک کی طبیعت تھی  
 شوق ہر ایک فن کار رہتا تھا  
 کھانا بے دل لگی نہ بچتا تھا  
 روز رہتا تھا لطف سیروں سے  
 وضع کی گوتھی سب کو باندھی  
 دوست بٹنے تھے رہتے تھے ہمراہ  
 رہتا تھا تیرہویں کا جلسہ یاد  
 لوگ پہلے سے دانہ جاتے تھے

مال دینا ملا تھا حکمت سے  
 عیش رہتا تھا صبح سے تا شام  
 نہ ہوسے ہیں نہ ہوئیں گے جو کہیں  
 ہروش کوئی مہ جہیں کوئی  
 بن جالی کا سب کے سب قہین  
 ایک ایک اپنی طرز پر محبوب  
 سب کے سب جال خوش ظاہر  
 خوش بیاں کوئی کوئی خوش داز  
 سب کے سب خاندان عالی  
 طرفہ یادش بخیر صحبت تھی  
 چرچا شعر و سخن کار رہتا تھا  
 میلہ ٹھیلہ کوئی نہ بچتا تھا  
 شکوہ بچتی تھی بین دن کو تار  
 پر نہ بچتی تھی کوئی نو چند می  
 کر بلا میں بھی بھی دیکھا  
 شام کو جاتے تھے حسین آباد  
 فرش تالاب پر بچاتے تھے

دو پہر رات جب گزرتی تھی  
 رات میں بول کر گزارتے تھے  
 ہوش باقی نہ رہتا تھا تن کا  
 دل کے ارمان سب کاتے تھے  
 جمع ہوتے تھے سینکڑوں محبوب  
 لذت زندگی اٹھاتے تھے  
 خوش گلو جگہ تان لیتے تھے  
 پرے پرے اڑاتے تھے دے  
 دلیں لگو سکے جو بھرا تھا مذاق  
 لطف صحبت کا جو اٹھاتے تھے  
 جمع ہونے لگے جو غیرت حور  
 دیکھ اس طرح ہم فقیروں کو  
 تھا مزاجن کی کچھ طبیعت میں  
 رشک سجا ہر گز قیاس کرے  
 جائے شکوہ ہے نہ شکایت  
 ہو وہ موجود جو کہ جی میں ہے  
 دیکھ کر ایسی بزم کا جو بن رہا

ڈولی پر ڈولی پھرتی تھی  
 صبح سب اپنے گرسدھارتے تھے  
 آتا تھا جب مہینا ساون کا  
 بھولے باغوں میں جا کے ڈالو تھے  
 خوش گلو خوش مزاج خوش اسلوب  
 بہتے تھے گاتے تھے بجاتے تھے  
 دل تو کیا چیز جان لیتے تھے  
 کر سکتے تھے مثال کوئل کے  
 رہتے تھے ایسی بزم کے شاق  
 بن بلائے سب آپ آتے تھے  
 صحبت اپنی بھی ہو گئی مشہور  
 رشک آنے لگا امیروں کو  
 کہتے تھے اپنی اپنی صحبت میں  
 یہ تو جس کو خدا نصیب کرے  
 اس میں بھی اپنی اپنی قسمت  
 زندگی کا مزا اسی میں ہے  
 کہتے تھے بعض عقل کے دشمن





گو گنہگار یہ خداتو ہے  
 سچ تو یہ ہو کہ جائے حیرت بھٹی  
 جان بستر تھا بد نصیبوں کا  
 اس صیحت و گزرتے بکری سال  
 ہے جب ایسے کارخانے میں  
 ظلم جب سہ چکے حسینوں کے  
 تھا جو اس فن میں دخل حدیو زیاد  
 پھر افسوس کے ہوئے تھے جو غریق  
 مٹوئے سے لیتے تھے ہر دم  
 ایک دن سیر کو اٹھے ناگاہ  
 نیمہ استادہ اک نظر آیا  
 دیکھا اس میں ہی ایک مہ پارہ  
 بیٹھی ہو وہ قریب چلن کے  
 نور حن و جمال سے اس کے  
 ہنکے جس سمت آنکھ پرتی ہے  
 اک کمار سی کڑی ہو باندھو بات  
 حکم احکام سب بجاتی ہے

کیوں نہ آئے حسد کی جاتی ہے  
 کچھ عجب نکھری نکھری صحبت بھی  
 رشک بجانہ تھا ریشیوں کا  
 ہو گیا ہم کو اس ہنر میں کمال  
 ایک شہرہ ہوا زمانے میں  
 ہوئے مشہور تماش بینوں کے  
 ہم نشین ہو کہتے تھے اُتار  
 سیکھتے تھے سب آکے اُسے طریق  
 سب میں خضر طریق عشق تھے ہم  
 کر بلا ہو چکے ہو کے ہم درگاہ  
 میں ٹھکتا ہوا اُدھر آیا  
 خیمہ روشن ہے حن سے سارا  
 باہر آتا ہے نور چمن چمن کے  
 نو نکلتی ہے گال سے اس کے  
 جان عاشق پہ برقی گرتی ہے  
 ہر گڑھی کرتی ہے اسی سو بات  
 وہی ہر بار آتی جاتی ہے

راز سے اُنکے ہے یہی ماہر  
 ہو گئی جان دیکھ کر بے کلی  
 نام گہر پلو چھلے کمار سی کما  
 اب جو توجہ دی ہے رجب کی اخیر  
 کہ اُترادو دیاں سواری کو  
 حسب دلخواہ پائے گی انعام  
 اس کمار سی کو جلد لیکر آ  
 گھر سے لایا وہ اس کمار سی کو

اس قرینے سے یہ ہوا ظاہر  
 اگیا عیش زندگی میں خلل  
 دیکھ یہ آدمی سے میں نے کہا  
 مشورہ کر کے ٹھہری یہ تدبیر  
 راضی اس پر کہ کمار سی کو  
 اتنا کر دے گی گریہ سارا کام  
 سوچ یہ آدمی کو حکم دیا  
 دیکھ کر میری بے قرار سی کو

آبادہ کرنا کمار سی کو واسطے لانے بیگم کے

لا کے ملوادو اپنی بیگم کو  
 میرے گھر تک سوار کر لاؤ  
 بیگم کے گمان اس میں اور گمان  
 پھر وہ آخر ایسے زنادی ہے  
 خود حین اُنکو پیار کرتے ہیں  
 آفت روزگار ہیں وہ بھی  
 میرے فقرے پر وہ نہ آئیں گی  
 بہت اپنے کو دور جانتے ہیں

کہا اس سے یہ کام ہے ہم کو  
 کسی صورت اُبھار کر لاؤ  
 بولی اک غرض کرتی ہوں سنان  
 وضع ظاہر میں گو کہ سادی ہے  
 سب امیران شہر مرتے ہیں  
 شہر میں شہدار ہیں وہ بھی  
 بات شہتے ہی تاڑ جائیں گی  
 خن ہیں رشک جو جانتے ہیں

بات کہتے ہی تار جابیں گی  
 مگر اک بات سے بہتر ہے  
 جابیں جب کہ بلا سو گھر کی طرف  
 آگے پھر آپ جابیں آپ کا کام  
 سن کے میں نے کہا کہ بسم اللہ  
 یہی تہلایں کو تھا میں ہی گمات  
 پاگئی جب قرآن یہ تدبیر  
 باغ اس جا پہ آگ ہمارا تھا  
 اسی گل کے سرخ میں بیٹھا  
 رہ گیا وہ گھر ہی جو دن باقی  
 اُسے آئے کی یاس نے لگی  
 اتنے میں دیکھا ہوں کیا ایک بار  
 جو بچے پیچھے کہا رہی آتی ہے  
 چھپ گئی شکل کو دکھا کر وہ  
 وعدہ انعام کا جو تھا دل خواہ  
 آنوی ہر کہ نہیں عرواں ناگاہ  
 حُب تنور ہٹ گئے جو کہا رہ

میرے قہر سے پہ وہ نہ آئیں گی  
 آگے پھر آپ کا مقدر ہے  
 لاؤں وہ ہو کے تو میں ہر کی طرف  
 میری جانب نہیں ہے یہ الزام  
 خوب تدبیر سو بھی ہے واللہ  
 چھین لی گویا میرے منہ کی بات  
 آئی نوچدی بھی جب کی اخیر  
 کہ بہت سا اسے سوار اٹھا  
 منتظر اپنے باغ میں بیٹھا  
 بڑھ گئی اور دل کی مشائی فی  
 طبع کچھ کچھ اوداس ہونے لگی  
 لئے آتے ہیں ایک شیں کو کہا رہ  
 کچھ اشارہ سے کہتی جاتی ہے  
 ہٹ گئی چھپتا ہوتا کروہ  
 کی کہاؤں نے یہی باغ کی راہ  
 عشق نے دی صدا کہ بسم اللہ  
 پر وہ کہو لا تو دیجی اور بہار

باغ ہی پر عجب ہی یہ روداد  
 گل ہیں سب اپنی اپنی جوں پر  
 ہے عجب لطف پر شکوہ گل  
 ہے عجب لطف پر حال چمن  
 سبزہ اک جا پہ لہلہاتا ہے  
 بالٹی کھل رہی جو ہر سو ہے  
 آب پاشی سے سبزہ لائق دید  
 پھول پھول ایک ایک بو گلشن  
 وہ نہانا نہانا وقت زوال  
 باغ چھوٹا سا پیاسے پیار چمن  
 بیج میں بنگلہ ایک ہے خشن کا  
 چار جانب سے آئی ہے خوشبو  
 ہر چمن پر نئی طرح کی ہمار  
 سب چمن اپنی اپنی رنگ کو ہیں  
 قفس طائران تیز زبان  
 گل جو چاروں طرف مکتے ہیں  
 بولی اس جا کہار آئے کہاں

نہ کوئی آدمی نہ آدم زاد  
 بس یہ گل ہی صبا کے توسن پر  
 باغ رنگین جس سے ہے بالکل  
 جھومتے ہیں کھڑے نہال چمن  
 چچ سنبھل کہیں پہ کہا تا ہے  
 یہ مجھ عجب بھینی بھینی خوشبو ہے  
 سبز گل پر جیسے مردار یہ  
 ہو جے دیکھ آدمی کو خون  
 لطف گلشن سے ہر شجر نہال  
 گل تو گل پتے پتے پر جو بن  
 فرش جس میں تمام اطمینان کا  
 کہیں جو ہی کہلی کہیں شبنم  
 پھولا اک سمت کہتے ہارنگار  
 پھول کچھ چمن کچھ فرنگ کو ہیں  
 ہیں قریب سے اپنے آؤں زلال  
 بہت ہو ہو کے سب چلتے ہیں  
 کچھ ٹھری ہیں یہ پھول لاسے کہاں

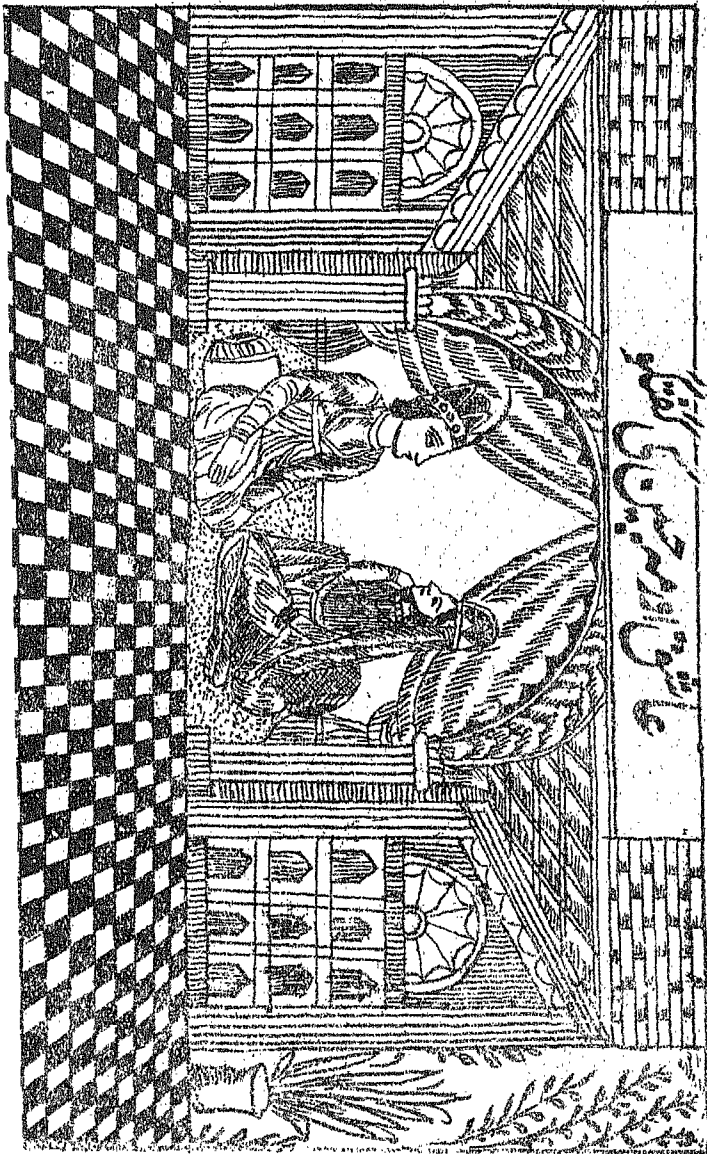
بوجھ گروں کا اپنے ٹال دیا  
 رہ گئی راہ میں کہا رہی کیوں  
 کیا ہوؤں پر قیامت آئی ہے  
 رکھ دی اپنی خوشی سے سواری  
 یہاں لا کر جو جھکڑ ڈالا ہے  
 تکیسی آفت ادیہ آئی ہے  
 راہ میں بہتے تو ڈرتی ہوں  
 سنے میں نے جو اس طرح کے کلام  
 کام جرات کا یہ کیا اس دم  
 اور کہا کیا خطا کہا روں کی  
 خالی اس جرم سے حضور ہیں وہ  
 ان کے بد سے بھی کو تو تعزیر  
 باغ چھو لا ہوا ہے بنبرہ ہے  
 دیکھو کیا چیل رہی ہے سرد ہوا  
 کوئی انہی رو کہا می کرتا ہے  
 آپ کو کہ بلا میں دیکھا تھا  
 آج اللہ نے کیا بلاش

جہاں چاہا پس کو ڈال دیا  
 یاں اتاری مری سواری کیوں  
 مونڈی کاٹو کی شامت آئی ہے  
 موئے نوکر ہیں یا ہیں بیگاری  
 وال میں کچھ نہ کچھ تو کالا ہے  
 آج جی جان کا خرابی ہے  
 دیکھو گھر چل کے کیا ہیں کرتی ہوں  
 ضبط کا دل کو پھر ہا نہ مقام  
 آسے پر وہ اٹ دیا اس دم  
 ہے خطا ہم گناہ گاروں کی  
 سچ تو یوں ہے کہ بقصور ہیں وہ  
 ان یہ چاروں کی کچھ نہیں تقصیر  
 ہر طرف اب سرد پھر کا ہے  
 دو گھڑی سیر یہ کجے اس جا  
 یہ تو سمجھو کہ کوئی مڑتا ہے  
 جان جاتی تھی دم نکلتا تھا  
 ایک بدت سے آپ کی تھی تلاش

## غصہ ہونا نہ جبین کا اور جواب نیا عاشق بتیلا گو

بولی قائل ہوں اس ٹھٹائی کی  
 اشارہ اللہ کتنے صاف ہوئی پ  
 اسے تو کون ایسا بتیا ہے  
 میں تو جانتی تھی اپنے گھر کی طرف  
 مجھ پر چار ہی کو یہ دماغ کہاں  
 وہ کرے سیر جو نہ پیدہ ہو  
 باغ کی سیر ہم کریں اب کیا  
 مجھے پائیں نہ اب بنائیے آپ  
 سیر میں مجھ کو امتیاز نہیں  
 دون پر جو دماغ آپ کا ہے  
 ہوئی ہے مجھ پہ میل یہ کہئے  
 غیر تم سے تو کیا میں بولوں گی  
 اس گٹھی تو چھی سمجھ لوں گی  
 ایک حرافہ زندگی سے ہر دار  
 اس یہ کرتی ہوں آپ کی ہر غرض

اے لو خوبی تیری صفا کی  
 کتنے جم جم سو خوش غلاف ہیں پ  
 سچ بتا یہ فریب کیا ہے  
 کون لایا مجھے ادھر کی طرف  
 ہم کہاں اور سیر باغ کہاں  
 وہ پھرے جس کا شمع دیدہ ہو  
 غیر کے پھول پھل سے مطلب کیا  
 باغ سبز اور کو دکھائیے آپ  
 تم پہر و بند ہی سیر باز نہیں  
 اب میں سمجھی کہ باغ آپ کا ہے  
 آپ کے ہیں یہ فیل یہ کہئے  
 کہ کہاں سے جاسکے سمجھوں گی  
 تم صلیں تو چھی سمجھ لوں گی  
 آج کہاں سے گی میرے ہاتھ کی مار  
 فیل کرنا تھا مجھ سے کون فرض



<p>مطلب بن جھلسازی سے کیا تھا جی میں کیا آپ کے سائی ہے کون ہیں آپ کیا ہے آپکا نام رکتے کیا نام کیا نشان ہیں آپ واہ سے وہیں وہو کڑی تیری دن وہاڑے تو راہ مارتا ہے</p>	<p>حاصل اس تھری بازی سو کیا تھا اس طرف جو طبیعت آئی ہے کئے مجھ کو جو اس طرح کے کلام یہ تو سمجھی کہ خوش بیاں ہیں آپ وہی بھرات بہت بڑی تیری فیل سے اپنے گھرا آتا ہے</p>
<p>نام بتلانا عاشق زار کا قہقہہ مار کر کہنا شہ چین کا قہقہہ مار کر یہ شہ پایا اے تو ہی نواب مرزا ہے سُن چکی ہوں میں آپ کے اوصاف تو تو مشہور ہے زمانے میں لوگ ڈرتے ہیں نام سے تیرے کہ نہایت ہے وہ زباں آور بات کرنے میں اُس کی بہت ہے نام سے تیرے خوف آتا تھا یہ نہ قہقہہ سے بھی خبر ہو سکے</p>	<p>نام جوقت میں نے بتلایا ایلو میں بھی کہوں سبب کیا ہے ایک ہی مرشد ہو تم قصور معاف ہو فانی میں دل جلائے میں پھنس کے چھوٹا نہ دام سے تیرے سننے بھجولیوں سے تھے اکثر کتنی تھیں وہ ہر اک کو نہتا ہے تن بدن سُن کے کانپ جاتا تھا کینچ لائیگی تیرے گھر جہس کو</p>



سچ بتا کیا تو قہر کرتا ہے  
 سب جہین ظلم تیرے سہتے ہیں  
 کیا اثر ہے زبان میں تیری  
 جگہ سے تو بات کرنا آفت ہو  
 آپکا ذکر ہر بیان میں ہے  
 سبکو فقروں میں کیوں لپٹتا ہے  
 جھلسا زمی یہ تجھ کو کیوں کرا آئی  
 پرا چنچا تجھے گزرتا ہے  
 بخدا خاک جو خوش آتا ہو  
 بات کرنا تو کیا سلام نہ لوں  
 ہے بڑا بول منہ پہ کیا لاؤں  
 لاکھ عاشق ہو میری صورت کا  
 کہتی ہوں اپنے میں جوڑ کے ہاتھ  
 مہربانی ادھر کو کم رکھتے  
 ہے یہ بیجا خیال میں تیرے  
 کوئی عاقل یہ کام کرتا ہے  
 آگ میں کوئی آپ جلتا ہے

جگہ نہنتی ہوں تجھ پہ مڑتا ہے  
 جا دو گر لوگ تجھ کو کہتے ہیں  
 سب کلپتے ہیں جان کو تیری  
 آدمی کا ہے کو قیامت ہے  
 تو تو ضرب المثل جہان میں ہے  
 ضمیر ایک ایک کا کیوں سہکتا ہے  
 ایک کو سائی و دوسرے کو بدھائی  
 تجھ میں کیا ہے جو کوئی مڑتا ہے  
 پھٹو میں آنکھیں جو مجھ کو بہاتا ہو  
 میں تو اس شکل کا غلام نہ لوں  
 بوٹا چوکی پہ بھی نہ رکھواؤں  
 کتا پاؤں نہ تیری صورت کا  
 فیمل بازی نہ کیجے میری ساتھ  
 میرے اوپر ذرا کرم رکھتے  
 میں نہ آؤں گی جال میں تیرے  
 دیدہ دانستہ کوئی مڑتا ہے  
 جیتی کہی کوئی سنگلتا ہے

جان کر کوئی نہ ہر کھاتا ہے  
 تو تو بتیں منت میں ہے زبان  
 چینیوں کا بہر کباب ہے تو  
 طبع کو اپنی وہ نہیں ہے پسند  
 نوج ایسے سے کوئی آنکھ لگاؤ  
 ایڑھی چوٹی پہ میں کروں قربان  
 جاؤں گی گھر بلا لے میری کار

آپ سے کوئی پی گنوتا ہے  
 کون دے گلے مجھ کو اپنی جان  
 ایک ہی خانہ خراب ہے تو  
 لاکھ ہوں جس بشر کے خواہشمند  
 وہ طبیعت کو اپنی لاکھ لگائے  
 ایسا ہر جانی نوج ہوا انسان  
 بس نہ ہوا ب میرے گلے کا ہار

## عرض کرنا نواب صاحب کا منہ چین سے

آپ بھی خوب پیسہ ہیں واللہ  
 یوں نہیں توڑتے کسی کا دل  
 ساری دنیا سے تم انہ کہی ہو  
 وہ بھی دنیا میں لوگ ہوتے ہیں  
 لاکھ کانٹوں میں پھونٹا ہو گلاب  
 غنوکرو دہوا ہی ہو جو قصور  
 کس سے بتلاؤ ہیں نے جاں کیا  
 اکو نہا تم کو نجل دیا میں نے

سُن کے پیسے کہا کہ واہ جی واہ  
 لاکھ ہوتے بھی ہیں اگر قاتل  
 مَن کا ہے غرور چو کھی ہو  
 غیر کے حال پر جو روتے ہیں  
 توڑ لاتے ہیں ہر طرح احباب  
 بدگمانی یہ تمہ سے رکھتے دو  
 تنے دل میں جو یہ خیال کیا  
 کیا فریب آپ سے کیا میں نے

کیا زبان آوری حضور سے کی  
 کی ہے جنکی یہ آپ نے تعریف  
 سب بشر نے اپنے کام سے ہیں  
 نہ میں ایسا نہ میرا کام ہے یہ  
 تم توبے وجہ بغلیں جہاں کہتی ہو  
 اچی دو باتیں سن لو پیچھے بھی جاؤ  
 ہاتھ منہ دھو کے سیر باغ کرو  
 پٹا ٹھہری خیال جو کہو گناہیں  
 لطف صحبت ذرا نہیں تم کو  
 قہ کیا اس میں پھر گزرتا ہے  
 وہ بشر کیا ہے نہ الفت ہو  
 میں تو کہتے بھی کچھ ہوں شرانا  
 طبع برہم کہیں سوا تو نہ ہو  
 جس نے پہلے پہل محبت کی  
 جو رہنے ابھی یہ کیا جانے  
 عرض کرنا تو بے حجابی ہے  
 دل کی جا نہیں بسلتا تھا

بات بھی کی تو مینے دور سو کی  
 وہ کوئی اور ہونگے ذات شریف  
 لاکھوں دنیا میں ایک نام کہیں  
 آپ کا سب خیال خام ہے یہ  
 ایک ہی لالچی سب کو اٹھکتی ہو  
 ایلو حقہ پیو سگوری کہاؤ  
 پوسے پھولتے خوش دماغ کرو  
 بایاں تم چھٹیڑ دہم تار بجائیں  
 کیا غضب ہے مزا نہیں تم کو  
 آدمی آدمی پہ مرتا ہے  
 تم مگر سخت بے مروت ہو  
 طرز دنیا مجھے نہیں آتا  
 میرے کہنے سے کچھ خفا تو ہو  
 جانے کیا راہ رسم و الفت کی  
 دل پہنا کس طرح خدا جانے  
 چاہتے والے کی خرابی ہے  
 جب سے دیکھا تہا دم نکلتا تھا



<p>بھٹو کھست جان کبریا کی قسم          بے حجابانہ عرض کرتا ہوں          چمکو پٹی سواری گریٹو اسے          آپ گرتا رہے گا جی میرا          یہ تو کیونکر کہوں وہ نام نہیں</p>	<p>نو گرفتار ہوں نہ اس کی قسم          جان دیتا ہوں تم پر مرزا ہوں          ہم کو ہے ہے کرے جو گھر کو جانے          دم بھل جائے گا ابھی میرا          تم دو رہیں جس سے وہ غلام نہیں</p>
---	---

### جھنجھلا کر دھمکانا منہ حسین کا لواب صاحب کو

<p>بولی جھنجھلا کے ایلو اور سنو          وہ بھی ہوتا تو اپنا سر کھاتا          ہنس کے پوچھا یہ نام کیا تم سے          تھے تو پاؤں اور بھی پہیلے          بچے اب گھر کو جانے دیجے آپ          خوب یہ کارخانہ دیکھا ہے          ساری دیکھی ہوئی یہ گماتیں ہیں          ہم کہیں آتے اس قریب میں ہیں          لاکھوں دھون کے ٹھائے ہیں ایسے          دل بہت جاڑو کے سیکھا ہے</p>	<p>نہ سہی وہ میری بلا سے نہ ہو          کیا زبردستی مجھ کو ٹھکراتا          کہنے دو دو کلام کیا تم سے          ماشاء اللہ کچھ مزے ہیں آگے          گرمیاں اور سے یہ کیجے آپ          میں نے بھی اک زمانہ دیکھا ہے          میرے ناخون میں یہ باتیں ہیں          تم سے سوائے میری حبیبت ہیں          سو گھر وندے ٹٹائے ہیں ایسے          خوب کچھ جھنے کو کے سیکھا ہے</p>
--	---

## قسمیں نیا نواضا کا نہ بین کو اور جواب نیا نہ بین کا

<p>مکھڑ جاؤ گئے قسم دے نے اے چل پیٹھ اپنا منہ بنوا کرتا ہے فقرے بازیاں کیا خوب ڈھنگ تقریر کے نرے ہیں تم نے بندی سے پیش کیا پائی گو تیری طرح فیلو ف نہیں</p>	<p>آپ آئے ہیں ہم کو دم دینے ہوش کی لے خبر جو اس میں آ ہم سے ادب جھلسا زیاں کیا خوب کوئی سمجھے کہ بھولے بہالے ہیں ہے ٹھٹھیرے ٹھٹھیرے بد لائی پر ہیں اتنی ہی بیوقوف نہیں</p>
---	--

## فریب نیا مرزا رضا کا دم میں نیا نہ بین کا نواضا کے جال میں

<p>دیکھا بگڑا ہوا جوان کا مزاج کیسے کیسے کنوئیں جھکائے گی اب یہاں کوئی جال پھیلانا لاؤ پھنڈے میں ایسی بات کرو جان دیتے ہیں سب سخن کے لئے فطرت اس سے نئی بناؤ کوئی پیٹور دو وتباہ حال کرو</p>	<p>میں یہ سمجھا کہ گز کل گئی آج سینکڑوں لاکھوں فیل لائیگی رنگ کچھ اس سے ادھر ہی لاؤ جو نہ کرتے ہو اس کے ساتھ کرو کیا اٹھا رہتا ہے کفن کے لئے ڈھونڈتے کرتا زہ فیل لاؤ کوئی آج ہی وصل کا سوال کرو</p>
--	---



آتی نوخیزی میں نہ یہ نہ ہمار  
 رنڈ پاں گو کہ ساری آفت ہیں  
 نہ ہران میں بھرا ہے ستراسر  
 کھلتا ہر اک پران کا حال نہیں  
 دھوڑتے ہی پھرتی خود جیں ہیں یہ  
 جو یہ کر جائیں کس کی طاقت ہے  
 دلہہ رکھیں جو یہ تو مرد کھلا ہیں  
 لاسی ہیں بناوٹیں ان کی  
 دل نہ لگتا ہو جیں کا لگو ایس  
 دل کے آجانے کی فقط ہے میر  
 نہیں اچھے بُرے کا ان کو قوت  
 دل پھنسا اور لگے یہ ہو کے پیار  
 تجھ کو چھوڑوں گی اب نہ میں بھر  
 اور جو دل ان کا آگیا کہیں اور  
 آپ سے میل ہی نہ تھا گویا  
 جب تک دل سے مبتلا ہیں یہ  
 نئے دنیا سے ہیں رواج ان کے

اگر حقیقت میں ہوتی ہے عصمت ار  
 بیکیں اور بھی قیامت ہیں ا  
 نہیں کاٹے کا ان کے بے نثر  
 کون اس میں ہے جو چھناں نہیں  
 ہم سے دوئی تماش ہیں یہ  
 ان میں جو ہو وہ اک قیامت ہے  
 جو نہ رستم سے ہو وہ کرو کھلا ہیں  
 ہیں قیامت لگاؤ میں ان کی  
 ناک ان کے نہ ہو تو گو کہا ہیں  
 سارا دنیا و دین ہے اندھیر  
 کالے گسے پہ کچھ نہیں موقوف  
 صدقے قربان دار سے تیرے تیار  
 تیری لونڈی ہوں جو تیرے چاہے کر  
 تشنہ خون ہو گئیں فی الفور  
 ان تلوں تیل ہی نہ تھا گویا  
 نہیں پھر کس کے آشنا ہیں یہ  
 ہیں خوشامد طلب مزاج ان کے



دل و اس بات پر ہے جان تیار  
 خوف اس کا نہ دل میں لاؤ تم  
 پاؤں پر گر کے منتیں کیجئے  
 وصل کا جب مزہ اڑائیں گی  
 پھر تو میں دلیں سوچ کر یہ بات  
 تیغ سے سرتاڑتی جاؤ  
 آگیا ہے یہی طبیعت میں  
 روتی پھر آئیے گا مدفن پر  
 ہوگی رسوائی شہر بھی حد کو زیاد  
 آبرو خوب آپ کی ہوگی  
 اک فقط میری جان جائے نہیں  
 کہہ کے یہ مینے پیچ اک مار ہی  
 الغرض ایسا رور و چہلا یا  
 جہنم تھڑا کے رہ گیا اک بار  
 پیچ کے تالو میں لگ گئی جو زبان  
 رو کے منہ رکھ دیا مرے منہ پر  
 گرے آنکھوں سے آنسو دہل دہل کر

ظاہری ہے نقطہ سب اچکار  
 آج ان سے مزے اڑاؤ کم  
 جس طرح ہو کنوڈا کر دیجئے  
 آپ سے آپ دوڑی آئینگی  
 ان سے بکنے لگا پکڑ کر بات  
 جاؤ پھر مجھ کو مارتی جاؤ  
 کھا کے کچھ مرے ہوں گا وقت نہیں  
 خون ہو گا تمہاری گردن پر  
 نام مشہور ہوئے گا جلاؤ  
 سب جہاں میں تھڑی تھڑی ہوگی  
 آنکھیاں اوچھیں گی زمانے میں  
 اتک آنکھوں سے کر دے جاری  
 ہچکیاں لیتے لیتے غش آیا  
 چھائے سائے موت کے آثار  
 رحم کچھ ان کو آگیا اس آن  
 رکھ لیا سر اٹھا کے زانوں پر  
 بولی یہ دونوں ہاتھ مل مل کر

جانتی تھی یہ جھلسا زہیں سب  
 دشمن جان ہیں یہ جہینوں کے  
 اسے میں کیا سمجھتی تھی یہ بات  
 حال کچھ دل کا کہہ رہا نہ سے بول  
 لوڈی ہوں جب تک جونی کی میں  
 میں تو ہنستی تھی تو خیال نہ کر  
 منہ سے کہا ہے کوئی مرے نہیں  
 جرم پر اپنے انتباہ ہوا  
 گھر نہ جاؤں گی کہ بریا کی قسم  
 یوں کوئی اپنی جان کو مارتا ہے  
 ہم کو پیٹے ہمارے جتنے کہا ہے  
 قصہ جانے کا دل سے دور ہوا  
 سائیں اٹھی لیا کیا میں بھی  
 دل میں تہ کا کیا پنہونے پر  
 جب بہت دیہی اُن کی حالت زار  
 ضبط کر کے ہنسی کو اور دم کو  
 ہوش میں اُسے جب مجھے پایا

جتنے عاشق ہیں فیل باز ہیں سب  
 یہ بھی فن ہیں تماش بینوں کے  
 ایسی الفت تھی جھک میرے ساتھ  
 تیرے صدقے ذرا تو آنکھ تو کھول  
 جو کہے گا وہی کروں گی میں  
 اپنے دل میں تو یہ مالاں نہ کر  
 سائے معشوق ناز کرتے ہیں  
 چلو تقصیر کی گناہ ہوا  
 ہیں رہ جاؤں گی خدا کی قسم  
 کہیں اپنا غضب بھی ہوتا ہے  
 دلیں گر کچھ مالاں اس کا لاس  
 غم رکھتی ہوں تو قصور ہوا  
 منت اُن کی سنا کیا میں بھی  
 ہنسی آتی تھی اُن کے رونے پر  
 لیکر مچھڑا لی میں ہوا ہوشیار  
 کھولا آہستہ چشم پر دم کو  
 گھٹنے کو سر تلے سے سر کا پایا

شکل کچھ اور ہی بنا بیٹھی | پونچھ کر اشک درجا بیٹھی

## گفتگو نواب صفا اور سحر حبیبن کی

بولی جی کیا ہے اوداس ہو کیوں  
دل کو کس کا خیال ہے اسدم  
پچھکے بیٹھے ہے الم کس کا  
کو مجھ سے جو میرے لائق ہو  
سن کے سینے دیا یہ آنکھو جواب  
میں جو مرجاؤں گا تو کیا ہو گا  
کہہ کے میں یہ قریب جا بیٹھا  
ہاتھ جوئے بہت خوشامدیں کیں  
بولی کیا خوب پاس سے تو ہٹو  
دیکھو نیچے تک ہنسی آتی ہے  
کیا چرچا یا تھا دم سعاد اللہ  
آگ لگ جائے ایسی گہاؤں پر  
فی الحقیقت یہ حال تھا تیرا  
اے کیا تھا یہ قریب و فن

کس کا صدمہ ہے پتھر اس ہو کیوں  
کس پری کا مال ہے اسدم  
یا د کس کی ہے دل کو غم کس کا  
میں بلا لاؤں جس کے شائق ہو  
اس جلانے سے کیا الیکا نواب  
آپ کا اس میں کیا بہلا ہو گا  
ران سے ران کو ملا بیٹھا  
سر سے سنے پاؤں تک بلا میں ہیں  
اس طرح سے مری بلا میں نہ لو  
اکھو کھو تمہیں کو بہا تی ہے  
میرے تو ہوش اڑ گئے واللہ  
پٹکی پر جائے تیری باتوں پر  
یا کوئی یہ بھی جال تھا تیرا  
میں تو سمجھی تھی مر گئے دشمن

کون سمجھی کہ بے وقوف ہے تو  
 رشتا اعضا میں آگیا تھا مرے  
 یہ کہنچ گیا دم آج مرا  
 بات غل سے جو کوئی کہتا ہے  
 نہ کہ یہ محسوس کہ معاذ اللہ  
 قابو میں دست و پا نہیں اب تک  
 جھکواس غم کا کب سہارا تھا  
 تازہ گل پھولا خوش کہاں ہوئی  
 میرا پیچھا بس اب نہ کیجئے آپ  
 سن کے میں نے کہا معاذ اللہ  
 کتنا کثیر ہے دل تنہا را آہ  
 جانیاں تو پرانی جاتی ہے  
 کوئی مرجائے کچھ ملال نہیں  
 اسے ظالم یہ کیا طبیعت ہے  
 ایک مدت سے سوچ کہاں ہوں  
 منتیں کرتا ہوں ملال نہ کر  
 ہنس کے بولی کہ سنئے اور یہ سیر

ساری دنیا کا فیلوف ہے تو  
 ہول دل میں سما گیا تھا مرے  
 خفقاں ہے خود مزاج مرا  
 خفقاں اس کا پہروں ہتا ہے  
 طوطے ہاتھوں کے اڑ گئے واللہ  
 ہوش میرے بجا نہیں اب تک  
 بے قصدا آج تو نے مارا تھا  
 باغ میں آ کے میں نہال ہوئی  
 میرے گھر جھک جانے دیکھے آپ  
 بے مروت ہو کس قدر واللہ  
 کتنی بے رحم ہو خدا کی پناہ  
 واں سواری منگائی جانی ہو  
 خون ناحق کا کچھ خیال نہیں  
 اوستگر یہ کیا قیامت ہے  
 تیرے قدموں پہ سر جھکا ہوں  
 گھر کے جانے کا اب خیال نہ کر  
 ریح تو تیرا و جان کی تو ہے خیر

واہ رے جہاں کیا کہنا  
 لو خدا راست لائے اور سنو  
 موراہر دہیہ بگی چھپا ہر جانی  
 میں کہاں تم کہاں معاذ اللہ  
 تم مرو ہمہ یہ خدا کی شان  
 کہے چونی بھی جھگو گئی سے کہا وہ  
 مینڈکی بھی چلی مداروں کو  
 جیسے دھونسا ننگوڑا نوبت کا  
 اب یہ نوبت ہوئی ہماری بجا  
 اک ذرا سینک کر بجائیے گا  
 اور کہیں جائے جگت اڑے  
 مورا اس مشکل پہ ہے گرما گرم  
 کیوں تلف کرتا اپنی ہے اوقات  
 فصد لے بانے فنا اپنی  
 نیل بازوں کے جو کرے قربان  
 میرے بنوں کا ہے یہی لیکھا  
 بن گئے دیکھتے ہی سودائی

اے او فقرہ باز کیا کہنا  
 سر قدم پاس لائے اور سنو  
 دور بھی ہو گوارے سودائی  
 کس کے عاشق بنے ہو کیسی چاہ  
 دلیں تو ہیں بڑے بڑے اربان  
 اک ذرا ہٹ کے بیٹھو منہ بنو آؤ  
 ساتھ لے دے کے اپنے یار دنگو  
 مروا ہو دے نوج اس گت کا  
 سنے یہ بھتتی میں نے اُس سے کہا  
 بولی چپ رہے منہ کی کہا ہے گا  
 میرے پیچھے نہ اس طرح پڑے  
 کیوں نہ دل تم دمی کا کرے نرم  
 اب میں یہ پوچھتی ہوں تجھے بات  
 بس خبر دانی نہ کر زیاد اپنی  
 کس کی آئی ہے ایسی مفت میں جان  
 پس گئے مر گئے بے دیہان  
 اچھی صورت جہاں نظر آئی

اس سے بہتر گرنے کوئی آو را  
 جبکہ اس سے بھی ہو گیا دل سیر  
 اُس سے بھی رنج جب گزرنے لگے  
 جبکہ ایسا شہسار ہو تیرا  
 واپس اُلفت تمہاری کیونکر ہو  
 تیری باتوں سے کھل گیا جال  
 مفت کی جان کہاں لائے کوئی  
 ہوتا تیرا سا گر ہمارا دل  
 رنج ہوتا نہ چھٹنے کا نہ ہمارا  
 چاہتی کچھ نہیں میں صورت کو  
 کب طبیعت میں ہے نباہ تیری  
 چار دن چاندنی دکھاؤ گے  
 وصل کی آپ کو زبان دے کون  
 اب وہی آپ سے تپاک کرے  
 کیا کیا اظہار عشق کرتا ہے  
 مرشدی تیری کب میں مانتی ہوں  
 سیکھ ہیں صاف آئینہ کے طور

وہاں جا کر دھالے اپنے طور  
 اور لائے ادھر ادھر سے گہیر  
 چھوڑا سے دوسرے پہ مرنے لگے  
 پھر کے اعتبار ہو تیرا  
 وہ کرے جان جسکو دو بھر ہو  
 نہ چلے گا تہسار انہیں جال  
 فقر وں بازوؤں پہ جو گنواؤں کوئی  
 پھر ہمیں بھی نہ ہوتی کچھ مشکل  
 تو نہیں تیرے بہا کی تیس ہزار  
 ہم تو مرتے ہیں اپنی عزت کو  
 ایک دو دن کی ہی یہ چاہ تیری  
 وہی اندھیر پھر بچاؤ گے  
 دیدہ دانستہ اپنی جان مے کون  
 مفت میں جان جہاں لاکرے  
 کو بھی جانے کہ بیج یہ مڑتا ہے  
 جیسا تو ہے عجب جانتی ہوں  
 منہ پہ کچھ اور پٹ پیچھے اور

بل سے بل یہ تیرا فریب و فن  
 خوب ان باتوں میں ہے دیر و دلیل  
 جھوٹا سچ بولنے میں باک نہیں  
 اسے ظالم خدا کے پاک سے ڈر  
 سنو مرتے پہ کوئی مروتا ہے  
 جھکوتا نہیں ہے ایسا تپا پاک  
 ہوش کی اپنے کچھ دوا کیجے  
 جا بگا تہم سے شوق دید کہاں  
 ہوگی نام خستہ اجوان ہماں  
 یہی دل ہے تو کیا بھلا ہو سکا  
 قول کا آپ کے ثبات ہے کیا  
 ایسوں کے چھوٹے ہیں طور کوئی  
 ذہن میں کب یہ بات آتی ہے  
 رنڈھی باز می نہ کچھ سے چھو بیگی  
 دل ملا یا کہیں کہیں تو رٹا  
 طالب صورت حین ہے تو  
 تم سے دل اپنا بٹلا نہ کرے

تو تو مودی ہے جان کا دشمن  
 یہ تہ ہے تیرے بائیں ہاتھ کاکیل  
 منہ پہ سب کچھ ہے ولیں خال نہیں  
 جھوٹا بل نہ کہہ ناک سوز  
 یا ز مانے پہ خون کرتا ہے  
 کاٹ دن غمیرے سگون کو ناک  
 جھم سے ناحق نہ چو چلا کیجے  
 سچ یہ ہے بے سبیلوں عید کہاں  
 ابی کس کس جگہ نہ جا سکی جان  
 دیکھئے آگے آگے کیا ہو سکا  
 ایسے ہر جانیوں کی بات ہو کیا  
 آج ہم ہیں یہاں کل ادھر کوئی  
 کہیں عادت کسی کی جاتی ہے  
 جعل سازی نہ تہم سے چھوٹے کی  
 ایک کو پھانسا ایک کو چھوڑا  
 ایک پکا تاشیں ہیں ہے تو  
 تم پر رحم آئے یہ خدا نہ کرے





میرے آگے سوانہ کر بڑ بڑ  
 ختم ہی اُڑتی بات ہوتی ہے  
 روکے مینے کہا خدا کے لئے  
 ہم کو تم کو کیا خدا نے بہم  
 بھٹ پڑی میں کہیں نہ سکتے ہیں  
 خدمتیں سب کریں گے جسے غلام  
 ہنکے کہنے لگے یہ وہ مغرور  
 ہم ترے گھر بسیرہ رات کریں  
 سب سمجھتی ہوں میں سخن تیرے  
 رخصت ہی جاؤ مگی کریں آجکی رات  
 اور مٹاں وہ ہوتی ہیں  
 خوب تنہا ہیں پھیل کر سوتے  
 رات ہوتی ہے وہ کہیں پہ کڑی  
 کچھ بھی تنہائی کا مال نہیں  
 پر میری بات کب تو مٹا ہے  
 مشتاقی جہاں کا بد ہے  
 سب ترا فضل ہے بناوٹ ہے

چل چنے مردوں کے حواس پکڑ  
 ہم کو جانے دے رات ہوتی ہے  
 مان لے کہنا کبریا کے لئے  
 ہیں نہ ناؤں گا تیرے سر کی فہم  
 بیٹھو بھی دونوں وقت ملتے ہیں  
 یہ بھی گھر ہے ہیں کرو آرام  
 ایسے فقر وں میں آگے ہیں ضرور  
 مدعی میرے ایسی بات کریں  
 جانتی ہوں فریب و فن تیرے  
 وہ نہیں ہوگی تم جو جیسے ہو بات  
 مردوں پر جو جان کوئی ہیں  
 ہم تو برسوں خبر نہیں ہوتے  
 ہونہ جیت تک کوئی نعل میں پڑی  
 ایسی بات کہیاں خیال نہیں  
 اپنا ساحل سب کا جانتا ہے  
 منہ پہ کہنا فقط خوش اندیش  
 مودی ہے بیجا ہونٹ کھٹکے

الغرض بعد گفتگوئے کثیر  
 ہتھو دشمن ہیں جلسازی کے  
 ہم نہیں تم کرو گے اور کو پیار  
 قول اقرار اس کا کیجئے آپ  
 ذکر تک یہ کبھی نہ کیجئے شکا  
 نہ جیلے گا یہاں پر آپ کا دم  
 گر چلکا نہ اس کا دیکھئے آپ  
 سن کے میں نے دیا یہ آنکھو جواب  
 اتنا غصہ ابھی سے کیا ہے ضرور  
 اس سے آگے ہے اور کیا بڑھ کر  
 تھی جو ان سے مجھے دعا منظور  
 فرق اتنا تھا اہم میں اور میں  
 نہ رہی درمیان میں جب تکرار  
 کچھ دنوں تک مرنے اڑائے خوب  
 بہر گیا دل پھر ان کی صحبت سے  
 نہ مزا جیسے ان سے جب پایا  
 دہی کسی نے جو اس کی ان کو خبر

پیش کی مجھ سے اس نے یہ تقریر  
 آپ عادی ہیں زندگی بازی کے  
 پھر یہ صحت کہتی نہ ہو گی برار  
 اپنی عادت یہ چھوڑ دیجئے آپ  
 نام تک اس کا پھر نہ لیجئے شکا  
 کیجئے اس پہ پہلے قول و قسم  
 اپنی راہ کو یاد کیجئے آپ  
 اتنا لازم نہیں ہے تم کو عتاب  
 جو کہ تم نہیں ہے سب منظور  
 جو ہو مرضی وہ دیدوں کلمہ پڑھ کر  
 مناسب ان کا کر لی منظور  
 زندگی آخر تھی آگئی دم میں  
 ہو گیا وکیل بعد قول و قرار  
 لطف اس شوخ سے اٹھائے خوب  
 ہو گئی نفرت ان کی صورت سے  
 اور معشوق سے دل اُلجھایا  
 اپنے جامے سے ہو گئے باہر

دل ہی دل میں الم اٹھانے لگی  
 صد نہ رشک سے چڑھے آیا بخار  
 بعد چندے کو مر گئی آنکھ  
 کبھی بھولے نہ اس وصیت کو  
 مرد کے فقر سے پر نہ آئے کبھی

شرک سے پیچ و تاب کھانے لگی  
 نہ کسی سے یہ غم کیا افسار  
 جی سے اپنے گدہ گئی آنکھ  
 نہ لگا سے کہیں طبیعت کو  
 ان سے مل کر نہ جی گنوا سے کبھی

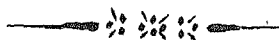
کرتے ہیں یہ وفا سینوں سے  
 الحذر ان تماشوں میں سے

تہم شد

— (×) —



# اشتہار



ہر خاص و عام کو واضح ہو کہ ہمارے پریس میں ہر قسم کی کتابیں اردو - فارسی - عربی - ہندی - مذہبی - تواریخ - فقہ - درس - قصہ - ناٹک - ناول - ڈرامہ - غزلیات - دیوان و غیرہ بکفایت ملتی ہیں، نیز ہر قسم کا کام - کتاب - اشتہار - لیبل - نوٹس - رسید - فارم - رجسٹر وغیرہ ہندی، اردو، انگریزی بکفایت عمدہ اور وقت پر چھاپ کر دیا جاتا ہے۔ جن صاحبوں کو کتابیں خریدنا یا کوئی کام چھپوانا منظور ہو تو ذیل کے پتہ سے خط و کتابت کریں۔

المشتہر

حسام الدین خاں قمر الدین خاں یکسر و مالک تصانی پریس

کوچہ سادھو رام - اگرہ



CALL No. { ۸۹۱۶۲۳۱ } ACC. No. ۶۲۲۶۳  
 AUTHOR شوق لکھنوی  
 TITLE مشنوی فریب عشق

107 JAN 1977

۸۹۱۶۲۳۱

شوق، قلاب مرزا -

۶۲۲۶۳

Date	No.	Date	No.
For Binding			
13-2-77			

LIBRARY

MAULANA AZAD LIBRARY

ALIGARH MUSLIM UNIVERSITY



## MAULANA AZAD LIBRARY ALIGARH MUSLIM UNIVERSITY

### RULES: LIBRARY SECTION

1. The book must be returned on the date stamped above.
2. A fine of Re. 1/- per volume per day shall be charged for text-books and 10 P. per vol. per day for general books kept over-due.

